ابوسعید حنیف احمد محمود-برطانیہ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت سیرت رسولؐ

وقت 5-7 منٹ

آنحضرتؐ کی سِدرۃِ المُنتَہٰی تک رسائی اور جنت کا دیکھنا

(معراج مصطفیٰ کا شُہرہ آفاق سفر)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

وَ النَّجۡمِ اِذَا ہَوٰی ۝مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمۡ وَ مَا غَوٰی ۝وَ مَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡہَوٰی ۝اِنۡ ہُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ۝عَلَّمَہٗ شَدِیۡدُ الۡقُوٰی ۝ذُوۡ مِرَّۃٍ ؕ فَاسۡتَوٰی ۝وَ ہُوَ بِالۡاُفُقِ الۡاَعۡلٰی ۝ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۝فَکَانَ قَابَ قَوۡسَیۡنِ اَوۡ اَدۡنٰی ۝فَاَوۡحٰۤی اِلٰی عَبۡدِہٖ مَاۤ اَوۡحٰی ۝مَا کَذَبَ الۡفُؤَادُ مَا رَاٰی ۝اَفَتُمٰرُوۡنَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی ۝وَ لَقَدۡ رَاٰہُ نَزۡلَۃً اُخۡرٰی ۝عِنۡدَ سِدۡرَۃِ الۡمُنۡتَہٰی ۝عِنۡدَہَا جَنَّۃُ الۡمَاۡوٰی ۝اِذۡ یَغۡشَی السِّدۡرَۃَ مَا یَغۡشٰی ۝مَا زَاغَ الۡبَصَرُ وَ مَا طَغٰی ۝لَقَدۡ رَاٰی مِنۡ اٰیٰتِ رَبِّہِ الۡکُبۡرٰی ۝

(النجم:2-19)

اس کی شانِ عجیب کا منظر دیکھنے والا ہے
اِک ایسا خورشید کہ جس نے رات نہیں دیکھی
بستر پر موجود رہے اور سیر ہفت افلاک
ایسی کسی پر رحمت کی برسات نہیں دیکھی

معزز سامعین! قرآنِ شریف میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو روحانی سفروں کا ذکر ملتا ہے۔ دونوں سفر بالترتیب معراج اور اسراء کہلاتے ہیں۔ آج مَیں ان میں سے سفر معراج پر روشنی ڈالوں گا۔ قرآن شریف، احادیث اور تاریخ تینوں ماخذ سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج ایک نہایت لطیف اور پاکیزہ قسم کی رُوحانی پرواز تھی جو بطریق رؤیا بعض خاص مصالح کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کرائی گئی اور اِس پرواز میں بہت سے حقائق اور اشارات مخفی تھے جو ایک عظیم الشان نشان کے طور پر اپنے وقت پر پورے ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ قرآن کریم سے یہ قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ معراج روحانی تھا نہ یہ کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر تشریف لے گئے تھے۔ لفظ معراج کو سمجھنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ایک فرمان ہی کافی ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں اَلصَّلوٰۃُ مِعۡرَاجُ الۡمُؤۡمِنِ کہ نماز مومن کی معراج ہے۔ اب اس حدیث پر غور کریں کہ اگر معراج کو جسمانی مانا جائے تو یہ ماننا پڑے گا کہ مومنین کو بھی معراج جسمانی ہوتا ہے۔ تو کیا جب کوئی مومن نماز کے لئے صف میں کھڑا ہوتا ہے اور نماز شروع کرنے کے ساتھ ہی کیا اُس کا جسم زمین سے غائب ہو جاتا ہے؟ لہٰذا اس حدیث سے قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ معراج روحانی کیفیت کا نام ہے نہ کہ جسمانی۔

معراج تو زیادہ تر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوحانی کمالات کے اظہار کے لیے ہے اِسی لیے معراج کے واسطے آسمان کو چُنا گیا اسی لئے معراج میں آپؐ کا بغیر کسی سواری اور بغیر کسی ظاہری اور مادی واسطہ کے اُوپر اُٹھایا جانا بیان ہوا ہے۔ معراج میں آپؐ کا سب نبیوں سے آگے نکل جانا اس بات کی طرف اشارہ رکھتا ہے کہ آپؐ اپنے مقام اور مرتبہ کے لحاظ سے سب سے بالا اور اَرفع ہیں اور یہ کہ آپؐ کی لائی ہوئی شریعت اپنے رُوحانی کمالات میں سب شریعتوں سے فائق و برتر ہے بلکہ آپؐ کے فیضانِ روحانی میں وہ خصوصیت رکھی گئی ہے جو پہلے کسی بشر کو حاصل نہیں ہوئی یعنی آپؐ کی سچی اور کامل پیروی انسان کو بلند ترین رُوحانی مدارج تک پہنچا سکتی ہے اور کوئی رُوحانی مرتبہ ایسا نہیں ہے جہاں تک آپؐ کی پیروی کی برکت سے انسان نہ پہنچ سکتا ہو۔

حضرت موسیٰؑ چونکہ ایک خاص سلسلہ کے بانی ہونے کی وجہ سے ان رموز سے زیادہ آشنا تھے۔ اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پروازِ رُوحانی کی حقیقت کو فوراً سمجھ لیا اور اِس طبعی رشک کی وجہ سے اِس انکشاف نے انہیں وقتی طور پر غم میں ڈال دیا کہ ایک پیچھے آنے والا نوجوان اُن سے آگے نکلا جارہا ہے۔ معراج کا ایک نظارہ اس خاص تجلّی سے تعلق رکھتا ہے جو سِدرۃ المنتہیٰ پر ہوئی جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کے بیان کی الفاظ میں طاقت نہیں ہے سو اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قربِ الٰہی کی طرف اشارہ تھا جس میں محبّ و محبوب میں جلوہ ہائے خاص کی نیرنگیوں کا ظہور ہوا جس کے بیان کی کوشِش تو درکنار اس کے علم کی کوشش بھی بے سُود ہے۔ البتہ یہ ظاہر ہے کہ اس نظارہ میں آپ نے خُدا کی ان خاص اور ممتاز تجلیات کا مشاہدہ کیا جن کے دیکھنے کی طاقت صرف اُس مقام پر پہنچ کر ہی حاصل ہوسکتی ہے جو آپ کو حاصل ہوا۔

سامعین! لکھا ہے کہ سِدرہ کے نیچے چار دریاؤں کو بہتے دیکھا جن میں دو ظاہری دریا تھے اور دو باطنی، اس غرض کے اظہار کے لیے تھا کہ خدا کی یہ تجلیات ہر دو صورتوں میں اثرانداز ہوں گی۔ ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی۔ رُوحانی طور پر بھی اور دنیوی رنگ میں بھی اور چار کے عدد میں یہ اشارہ تھا کہ آپ کی اُمت پر ظاہری اور رُوحانی ترقی کے دو دو دَور آئیں گے۔ ایک دَور ان ہر دو قسم کی تجلیات کا خود آپؐ کے وجودِ باجود سے شروع ہوگا اور ایک بعد کے زمانہ میں آئے گا۔ جب کہ مسلمان اپنے درمیانی زمانہ میں گِر کر پھر دوبارہ اُٹھیں گے اور اس طرح ہر دور میں دو دو تجلیات کا ظہور ہو کر چار نہریں مکمل ہو جائیں گی۔

بالآخر پنجگانہ نماز کے فرض کئے جانے کا نظارہ ہے۔ پچاس سے پانچ تک کی کمی کا منظور ہونا ایک نہایت لطیف رُوحانی نظارہ ہے جس میں اس حقیقت کا اظہار مقصود ہے کہ اصل تعداد جو فرض کی جانے والی تھی وہ پانچ ہی تھی مگر ساتھ ہی یہ مقدّر تھا کہ ان پانچ نمازوں کا ثواب پچاس کے برابر ملے گا، کیونکہ للہ تعالیٰ کا یہ منشا تھا کہ اُمّتِ محمدیہ کو ان کی نیکیوں کا بدلہ بڑھ چڑھ کر عطا کیا جائے، اس لیے یہ نمازیں ابتداء میں پچاس کی صُورت میں فرض کی گئیں اور پھر ایک لطیف رنگ میں جس میں ضمنی طور پر للہ تعالیٰ کی شفقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رأفت کا اظہار بھی مقصود ہے یہ تعداد گھٹا کر پانچ کر دی گئی اور باتوں باتوں میں مُسلمانوں کو یہ بھی بتادیا گیا کہ تمہارے متعلق یہ اندیشہ کیا گیا ہے کہ تم ان پانچ نمازوں کی ادائیگی میں بھی سُستی نہ دکھاؤ۔ اس لیے دیکھنا تم اس میں سُست نہ ہونا۔

سامعین! معراج اور اسراء میں کم از کم پانچ سے سات سال کے عرصہ کا فرق ہے۔ معراج کا سفر نبوت کے پانچویں سال یا اس سے کچھ پہلے کا ہے جبکہ اسراء کا سفر ہجرت سے چھ ماہ یا ایک سال قبل پیش آیا۔ قرآن کریم میں معراج کا واقعہ سورۃ النجم میں بیان کیا ہے جس میں بیت المقدس یا مسجد اقصیٰ کا کوئی ذکر نہیں ملتا جبکہ اسراء کا واقعہ سورۃ بنی اسرائیل کے آغاز میں بیان کیا گیا ہے جس میں آسمان پر جانے کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ احادیث میں بھی ان دونوں واقعات کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے۔ معراج کی حدیث بخاری میں چھ جگہوں پر بیان کی گئی ہے اسی طرح واقعہ اسراء کا ذکر بھی کئی مقامات پر آیا ہے۔ سیرت ابن ہشام میں ان دونوں واقعات کو علیحدہ طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اِسی طرح طبقات ابن سعد جلد اول میں مشہور مؤرخ ابن سعد نے بھی دونوں کو علیحدہ علیحدہ تاریخوں میں مختلف تفاصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ معراج کی رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام میں سوئے ہوئے تھے جبکہ اسراء والے واقعہ کی رات آپ اپنی چچازاد بہن اُم ہانی (حضرت ابو طالب کی بیٹی اور حضرت علیؓ کی بہن) کے گھر سوئے تھے۔

قرآن کریم اور احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ معراج دو مرتبہ ہوا۔ پہلا معراج ابتدائے نبوت میں ہوا جس میں نمازیں فرض ہوئیں اور دوسرا معراج نبوت کے پانچویں سال یا اس سے کچھ عرصہ پہلے ہوا۔ سورۃ نجم میں جس معراج کا ذکر ہے وہ دوسرا معراج ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 284)

جس رات کو معراج ہوئی اس بارہ میں چار تاریخوں کا تذکرہ ملتا ہے یعنی 17/ربیع الاول، 27/ربیع الاول، 29/رمضان اور 27/رجب وغیرہ۔ زیادہ تر مسلمان علماء اور عوام 27/رجب کی روایت پر یقین رکھتے ہیں اور اس رات منانے کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ ساری رات عبادت کرنے اور مختلف قسم کی بدعات اور رسومات اس رات کے ساتھ منسلک کر دی گئی ہیں۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ساری زندگی نہ تو اس رات کسی خاص تقریب کا اہتمام فرمایا اور نہ ہی اُمت کو اس کی فضیلت بیان کر کے اِس رات عبادت کا حکم دیا۔ خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی شبِ معراج منانے کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ یہ سب بعد کی ایجادات ہیں جن کا اسلام کی تعلیمات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے ساتھ دُور دُور کوئی تعلق نہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ ایسی بدعات کو درست نہیں سمجھتی اور ایسی رسومات سے اپنے آپ کو دور رکھتی ہے۔

تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا
میری معراج کہ مَیں تیرے قدم تک پہنچا

سورۃ النجم میں جہاں واقعہ معراج کا ذکر ہوا ہے اس میں بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَاکَذَبَ الۡفُؤَادُ مَارَاٰی (النجم:12) کہ اس موقع پر جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل نے دیکھا وہ ٹھیک ٹھیک اور سچ تھا۔

حضرت امام بخاری واقعہ معراج پر جو حدیث لائے ہیں وہ کِتَابُ التَّوۡحِیۡدِ بَاب کَلَّمَ اللّٰہُ مُوۡسٰی تَکۡلِیۡمًا میں موجود ہے اور حضرت انس سے مروی ہے۔ اس کے آغاز میں لکھا ہے:

"وَھُوَنَآئِمٌ فِی الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ"

کہ جس رات معراج کا واقعہ پیش آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام (خانہ کعبہ) میں سو رہے تھے۔

اس کے بعد لمبی روایت ہے اور اس کے اختتام پر درج ہے کہ

"وَاسۡتَیۡقَظَ وَھُوَفِی الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ"

اور جب آپ نیند سے بیدار ہوئے تو آپ مسجد حرام میں تھے۔

ایک دوسری رویت میں ہے کہ معراج کا نظارہ آپ کو نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں دکھایا گیا۔

(بخاری باب بدء الخلق)

مشہور اسلامی مؤرخ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ شب معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر غائب نہیں ہوا تھا "مَافُقِدَ جَسَدُہٗ" اللہ رب العزت نے آپ کی روح کو سیر کرائی۔

ابن اسحاق مزید لکھتے ہیں جب معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے حضور کی معراج کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

"وہ اللہ کی جانب سے سچی خواب تھی۔"

(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا جس کو درحقیقت بیداری کہنا چاہئے۔ ایسے کشف کی حالت میں انسان ایک نوری جسم کے ساتھ حسب استعداد نفس ناطقہ اپنے کے آسمانوں کی سیر کر سکتا ہے۔ پس چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس ناطقہ کی اعلیٰ درجہ کی استعداد تھی اور انتہائی نقطہ تک پہنچی ہوئی تھی اس لئے وہ اپنی معراجی سیر میں معمورہ عالم کے انتہائی نقطہ تک جو عرش عظیم سے تعبیر کیا جاتا ہے پہنچ گئے۔ سو درحقیقت یہ سیر کشفی تھا جو بیداری سے اشد درجہ پر مشابہ ہے بلکہ ایک قسم کی بیداری ہی ہے۔ میں اس کا نام خواب ہر گز نہیں رکھتا اور نہ کشف کے ادنیٰ درجوں میں سے اس کو سمجھتا ہوں بلکہ یہ کشف کا بزرگ ترین مقام ہے"

(ازالہ اوہام حصہ اول)

پھر فرمایا:

"ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا تھا مگر اس میں جو بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ وہ صرف ایک معمولی خواب تھا سو یہ عقیدہ غلط ہے اور جن لوگوں کا عقیدہ ہے کہ معراج میں آنحضرت اسی جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے سو یہ عقیدہ بھی غلط ہے بلکہ اصل بات اور صحیح عقیدہ یہ ہے کہ معراج کشفی رنگ میں ایک نورانی وجود کے ساتھ ہوا تھا۔ وہ ایک وجود تھا مگر نورانی اور ایک بیداری تھی مگر کشفی اور نورانی جس کو اس دنیا کے لوگ نہیں سمجھ سکتے۔"

(الحکم جلد 10 نمبر 21 مورخہ 17 جون 1906 صفحہ 4)

پھر فرماتے ہیں:

”معراج ہوئی تھی مگر یہ فانی بیداری اور فانی اشیاء کے ساتھ نہ تھی بلکہ وہ اور رنگ تھا۔ جبرائیل بھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا تھا اور نیچے اُترتا تھا۔ جس رنگ میں اس کا اُترنا تھا اسی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چڑھنا ہوا تھا۔ نہ اُترنے والا کسی کو اُترتا نظر آتا تھا اور نہ چڑھنے والا کوئی چڑھتا ہوا دیکھ سکتا تھا“

(الحکم جلد 5 مورخہ 10 اگست 1901ء صفحہ 3)

معراج کی روایات یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ کشفی نظارہ تھا۔ رؤیا اور خواب کی ہمیشہ تعبیر ہوتی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعہ معراج میں ایک بڑھیا ملی جس نے تین پیالے آپؐ کے سامنے پیش کئے ایک میں شراب، ایک میں پانی اور ایک میں دودھ تھا آپؐ نے دودھ کا پیالہ لے لیا۔ اس پر جبرئیلؑ نے تعبیر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ هِيَ الفِطرَةُ الَّتِي أَنْتَ عَلَيْهَا وَأُمَّتُكَ (بخاری باب المعراج) یہ وہ فطرت ہے جس پر تو اور تیری امت قائم ہے۔ یعنی تو فطرت کے عین مطابق تعلیم لایا ہے۔ نیز بڑھیا کی تعبیر دنیا سے فرمائی۔ یعنی وہ بڑھیا، بڑھیا نہیں بلکہ دنیا تھی گویا یہ بتانا مقصود تھا کہ اب دنیا اپنی عمر کے آخری حصہ کو پہنچ چکی ہے۔ اسی طرح آپؐ نے عرش کے پاس بیری دیکھی۔ بیری کوئی ایسا درخت نہیں ہے جو کوئی فضیلت رکھتا ہو بلکہ قرآن کریم نے تو اُسے عذاب والی جگہوں کا درخت بتایا ہے۔ (سبا:17) پس ایسے درخت کا وہاں کیا کام؟ نعوذباللہ! کیا اللہ تعالیٰ کو تمام لذیذ پھلوں کی بجائے بیری کے بیر پسند ہیں؟ لیکن اگر اس کی تعبیر کی جائے تو عظیم الشان معنی بنتے ہیں۔ بیری کا درخت باڑ لگانے کے کام بھی آتا ہے۔ پس یہ بتایا گیا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم چلتے چلتے اس مقام پر پہنچے جہاں مخلوقات کی حد ختم ہو رہی تھی فرشتہ جبرائیل بھی وہاں پہنچ کر رک گیا آپؐ اس سے بھی آگے بڑھ گئے یعنی آپؐ کا مقام ملائکہ سے بھی بلند تر ہے۔

پھر فرشتے نے آکر آپؐ کا سینہ مبارک چیرا اور دل نکال کر آبِ زمزم سے دھویا اور پھر دوبارہ سینے میں رکھ دیا۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ ظاہری نہیں ہو سکتا۔ کیا نَعُوْذُبِاللّٰہِ اس پاک دل پر کچھ میل کچیل تھی جو ظاہری طور پر دھویا گیا۔ ہاں کشفی نظارہ ہو سکتا ہے جسکی تعبیر کی جائے گی مثلاً آپؐ کے دل کو محبتِ الٰہی کے پانی سے دھویا گیا۔

سامعین! معراج کے روحانی ہونے میں روایت میں ذکر ہے کہ فرشتہ ایک سونے سے بنی طشتری لایا جو حکمت اور ایمان سے بھری ہوئی تھی۔ اس نے میرا سینہ چیر کر اس میں حکمت اور ایمان انڈیل دیا۔ ظاہر ہے کہ حکمت اور ایمان ایسی چیز نہیں جو کسی پلیٹ میں سجا کر رکھی جا سکے۔ یہ روحانی نعمتیں ہیں۔ پس یہ ایک کشفی نظارہ تھا نہ کہ جسمانی۔ اگر یہ جسمانی مناظر تھے تو پھر سونے کی طشتری بھی ظاہری طشتری ہوگی۔ کسی بھی روایت میں یہ ذکر نہیں کہ جبرائیل جاتے ہوئے وہ طشتری بھی ساتھ لے گئے۔ جس سے ثابت ہوا کہ وہ سونے کی طشتری وہیں مکہ میں رہ گئی۔ اگر وہ ظاہری طشتری ہوتی تو اِس کا مکہ میں خوب چرچا ہوتا لوگ دور دور سے آکر اس معجز نما طشتری کو دیکھتے جو آسمان سے اُتری تھی۔ بے شمار لوگوں نے اسکی زیارت کی ہوتی۔ بلکہ آج تک وہ محفوظ ہوتی اور دنیا کے عجائبات میں سے ہوتی۔ پس ثابت ہوا کہ یہ سب کشفی نظارے تھے۔

پھر ظاہری جسم آسمان پر بغیر حفاظتی اقدامات کے نہیں جاسکتا۔ کیونکہ چند کلو میٹر دور آکسیجن ختم ہو جاتی ہے مزید اوپر جانے سے OZONE LAYER کراس کر کے یہ جسم فنا ہو جائے گا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی زبان مبارک سے یہ گواہی دلوادی کہ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ (الکھف:111) کہ آپؐ بھی صرف بشر ہی ہیں۔ دوسری جگہ اسی سورت اسراء میں فرمایا کہ بشر رسول جسم سمیت آسمان پر نہیں جاسکتا۔ ھَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا (اسراء:94)

معراج کے سفر میں جبرائیل علیہ السلام آسمان سے نازل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ لے گئے۔ اگر تو جبرائیل جسم رکھتے ہیں اور جسمانی طور پر نازل ہوئے تو یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جسمانی طور پر ساتھ لے گئے اور اگر وہ بغیر جسم کے روحانی وجود رکھتے ہیں تو پھر معراج بھی روحانی تھا۔

سامعین! سورۃ النجم میں ایک بات یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ ان نظاروں کے وقت ایک ایسی حالت پیدا ہوئی جس کا نام ”فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی“ رکھا گیا ہے۔ معراج کی روایات میں اس کا بھی ذکر موجود ہے۔ حضرت ابو سعید خدری کی روایت میں سدرۃ المنتھی کے ذکر کے بعد یہ الفاظ ہیں کہ ”فَکَانَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی“ یعنی میرے اور اس کے درمیان صرف قَابَ قَوْسَیْنِ یا اس سے بھی کم فرق رہ گیا۔ نیز سورۃ النجم میں ارشاد ہے کہ فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی ۔ اللہ تعالیٰ کی وحی آپؐ پر نازل ہوئی۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ”فَکَلَّمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی“ کہ اللہ تعالیٰ نے سدرۃ المنتھیٰ کے پاس آپ سے کلام کیا۔

دَنَا فَتَدَلّٰی سے حضرت مصلح موعودؓ نے خدا تعالیٰ کے قریب ہونے کے مراد لیا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ آیت دَنَا فَتَدَلّٰی کے تفسیری ترجمہ میں فرماتے ہیں:

”وہ (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بندوں کے اضطراب کو دیکھ کر اور اُن پر رحم کر کے خدا سے ملنے کے لئے) اس سے قریب ہوئے اور وہ (خدا) بھی (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے شوق میں) اوپر سے نیچے آگیا۔“

(تفسیر صغیر سورۃ النجم)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آیت دَنَا فَتَدَلّٰی کے تفسیری ترجمہ میں مزید فرمایا:

”اس وقت اس نے یہ کلام نازل کیا جبکہ وہ (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اَلْاُفُقِ الْاَعْلٰی پر تھے (یعنی سب سے اعلیٰ مقام پر) محمد رسول اللہ خدا کے اور قریب ہوئے اور قریب ہو کر پھر نیچے کی طرف آئے یعنی بنی نوع انسان کے قریب ہوئے۔ حتّٰی کہ آپ دو قوسوں کے درمیان کی وتروں کی طرح ہو گئے بلکہ اس سے بھی قریب۔ یعنی دو مشترک وتروں کی جگہ ایک ہی وتر ہو گیا۔ اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ پر وحی نازل کی جو اس قرآن میں موجود ہے۔“

(تفسیر کبیر تفسیر سورۃ اسراء)

سامعین! شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انبیاء سے ملاقات فرمائی جن میں پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے، دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰؑ سے، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام سے، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ثابت ہے۔

انبیاء کے ساتھ ملاقاتوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وفات مسیح کا زبردست استدلال کیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ قرآن نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کی خبر دی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں جا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کر کے عینی شہادت دی کہ وہ وفات پا کر جنت میں داخل ہو چکے ہیں۔ کیونکہ آپؐ نے تمام انبیاء کی روحوں سے ملاقات کی تھی اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ جسم سمیت ہوتے تو آپؐ لازماً بتاتے کہ باقیوں کی تو روحیں تھیں صرف عیسیٰ علیہ السلام جسم کے ساتھ تھے۔ کسی روایت میں اس کا ذکر نہیں۔ جیسے دوسرے انبیاء کو دیکھا ویسے ہی عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ جسم کو روحوں میں کیا کام؟

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اِن دونوں اسفار کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

عربی زبان میں خواہ آسمان پر جانے کا ذکر ہو یا زمین پر سفر کرنے کا اگر رات کو کوئی سفر ہو تو اسے اسراء کہیں گے۔ اس وجہ سے معراج کے متعلق بھی اسراء کا لفظ بولا جاتا تھا اور بیت المقدس کی طرف جانے کے واقعہ کے متعلق بھی اسراء کا لفظ استعمال کیا جاتا تھا کیونکہ یہ دونوں واقعات رات کے وقت ہوئے تھے۔ اب اِدھر دونوں کے لیے اسراء کا لفظ بولا جاتا تھا اور اُدھر ان دونوں نظاروں کی کئی باتیں آپس میں ملتی جلتی تھیں۔ مثلاً یہی کہ اِس میں بھی براق کا ذکر آتا ہے اور اُس میں بھی۔ اسراء بیت المقدس میں بھی انبیاء سے ملنے کا ذکر آتا ہے اور معراج میں بھی۔ اسراء بیت المقدس میں بھی نماز پڑھانے کا ذکر آتا ہے اور معراج میں بھی۔ اسراء کی بعض روایتوں میں دوزخ جنت کے بعض نظارے دیکھنے کا ذکر آتا ہے اور معراج کے واقعہ میں بھی۔ غرض نام اور کام کی تفصیلات میں ایک حد تک اشتراک پایا جاتا تھا اور روحانی عالَم کے عجیب وغریب نظاروں کا ذکر تھا۔ اس لئے بعض راویوں کے ذہنوں میں خلط ہو گیا اور انہوں نے دونوں واقعات کو ایک ہی سمجھ کر ملا کر بیان کرنا شروع کر دیا۔ لیکن جن کا حافظہ زیادہ مضبوط تھا انہوں نے اگر معراج کا واقعہ صحابی سے سنا تھا تو روایت شروع ہی اس طرح کی کہ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر سے اٹھا کر آسمان کی طرف لے جایا گیا اور اگر انہوں نے صحابی سے اسراء بیت المقدس کا واقعہ سنا تھا تو انہوں نے بیت المقدس تک کا واقعہ بیان کیا آگے آسمان پر جانے کا ذکر نہیں کیا...... ان دونوں قسم کی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ میں اسراء کا لفظ دونوں واقعات کی نسبت مستعمل تھا۔ پس اِس لفظ کے استعمال اور بعض تفصیلات کے اشتراک کی وجہ

سے بعض راویوں کو یہ دھوکا آسانی سے لگ سکتا تھا کہ یہ دونوں واقعات ایک ہی ہیں اور اس کی وجہ سے انہوں نے دونوں قسم کی روایات کو ملا کر بیان کر دیا اور اس سے بعد میں آنے والے لوگوں کو یہ دھوکا لگ گیا کہ شاید یہ ایک ہی واقعہ کی تفصیل ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 287-289)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

(یہ تقریر مکرم محمد انور شہزاد اور مکرم ڈاکٹر فضل الرحمٰن بشیر کے مضامین سے تیار کی گئی ہے۔فجزاھم اللہ تعالیٰ)

✡✡✡✡